***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Rights of Workers in the Light of Islamic Teachings

مزدوروں کے حقوق کی جہات اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Qazi Muhammad Imdad
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad
Dr. Syed Muhammad Shahid Tirmizi
Chairperson, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad

Abstract
This research article explores the concept of labor rights in Islam, drawing extensively from the teachings of the Qur'an, the traditions of the Prophet Muhammad (peace be upon him), and the practices of his companions (Sahabah). While modern labor systems often exploit workers under capitalist frameworks, Islamic teachings emphasize the dignity, fairness, and timely compensation of laborers. The Prophet Muhammad (PBUH) not only advocated for the fair treatment of workers but also implemented these principles practically by paying wages before the sweat dried and treating workers with equality and respect. Similarly, the rightly guided caliphs (Khulafa-e-Rashideen) institutionalized these rights through just governance and equitable distribution of wealth. This study critically analyzes the gaps between contemporary labor systems and Islamic models and presents policy-oriented recommendations based on prophetic traditions. The research aims to highlight the relevance and superiority of Islamic labor principles in ensuring social justice and human dignity.

Keywords: *Islamic Teaching, Labor Rights, Dignity, Social Justice, Polices.*

دنیا کے کسی بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں جہاں تعلیم، صحت، قانون، اور قیادت جیسے عناصر کا کردار اہم ہوتا ہے، وہیں مزدور طبقہ بھی اُس معاشرے کی اقتصادی عمارت کا اہم ترین ستون ہوتا ہے۔ مزدور وہ طبقہ ہے جو شب وروز اپنی جسمانی یا ذہنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے فیکٹریوں، کھیتوں، دفتروں، اور تعمیری میدانوں میں کام کرتا ہے۔ لیکن اس بات پر تاریخ گواہ ہے کہ یہی مزدور طبقہ سب سے زیادہ معاشرے میں استحصال کا شکار بھی رہا ہے۔

دورِ حاضر میں صنعتی ترقی نے جہاں نئے مواقع پیدا کیے ہیں، وہیں سرمایہ دارانہ نظام نے مزدور کو محض ایک پیداواری عنصر بنا دیا ہے۔اجرت کی کمی، کام کے اوقات میں زیادتی، غیر محفوظ ماحول، اور سوشل سیکیورٹی کی عدم موجودگی جیسے مسائل نے مزدوروں کی زندگی کو مشکل تر بنا دیا ہے۔ایسے میں یہ سوال اہمیت اختیار کرتا ہے کہ کیا کوئی ایسا نظام موجود ہے جو مزدور کو محض ایک کام کرنے والا فرد نہیں، بلکہ معاشرے کا ایک باعزت انسان تصور کرتا ہو؟

اسلام،جو ایک ہمہ جہت اور آفاقی دین ہے،اِسی دین نے انسانیت کے ہر طبقے کو عزت، برابری، اور حقوق فراہم کئے ہیں۔اسلام کے نزدیک مزدور نہ صرف معاشی نظام کا اہم رکن ہے، بلکہ معاشرے کاایک محترم اور باوقار فرد بھی ہے۔رسولِ اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ہمیں مزدوروں کے ساتھ حُسن ِسُلوک، بروقت اجرت کی ادائیگی، اور اُن کی عزت و حرمت کے متعدد عملی مظاہر ملتے ہیں۔ یہ مضمون اِسی موضوع پر ایک تحقیقی کاوش ہے جس میں قرآنِ مجید، احادیثِ نبوی ﷺ، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کی روشنی میں مزدوروں کے حقوق کا جائزہ لیا گیا ہے۔اِس تحقیق کا مقصد نہ صرف اسلامی تناظر میں مزدور کے حقوق کو اُجاگر کرنا ہے، بلکہ اِن اصولوں کی عملی اہمیت کو بھی بیان کرنا ہے جو آج کے دور میں بھی نہایت مؤثر اور انسانی ہمدردی پر مبنی ہیں۔

اس مضمون میں قرآن وسنت کی تعلیمات،رسولِ کریم ﷺ کامزدوروں کے ساتھ حسنِ سلوک،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادوار میں مزدوروں کے حقوق کاتحفظ اور موجودہ دور میں مزدوروں کے مسائل اور ان کا اسلامی حل پیش کیا گیا ہے۔

جانی تحفظ

سرمایہ دار ومزدور کے حقوق وفرائض میں سے سب سے پہلا اور بنیادی حق جو دونوں پر ایک دوسرے کے لیے لازم ہے وہ یہ ہے کہ دونوں کی طرف سے ایک دوسرے کی جان محفوظ رہے۔اور جان کی حفاظت مقاصدِ شریعت میں سے سب سے پہلا مقصدِ شریعت بھی ہے۔انسانی جان ایک ایسی چیز ہے جس کا احترام ہر ایک کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے۔چاہے کوئی غلام ہویا آزاد، دولت مند ہویا غریب، بادشاہ ہویا فقیر، مرد ہویا عورت کسی کی کوئی تمیز نہیں ہے۔سب کے لئے ایک جیسا حکم ہے اور سب ہی کی جان کا احترام لازم ہے۔انسانی جان کے تقدس اور اس کی حفاظت کو قرآنِ حکیم اور سنتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سے مقامات پر اُجاگر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًاؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا "[1]

"اس کے سبب ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے بدلے کے بغیر (بلا اجازتِ شرعی) کسی شخص کو قتل کر دیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس کسی نے کسی ایک جان کو زندگی دی اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی دی۔"

اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں رقم طراز ہیں:

"یہ تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کے قتل سے زیادہ آدمیوں کا قتل زیادہ سنگین ہے اور اِس کا گناہ بہت زیادہ ہے تو پھر اِس کا مطلب کیا کہ جس نے ایک آدمی کو قتل کیا اُس نے گویا تمام انسانوں کو تیہ تیغ کر دیا۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ اِس کے متعلق لکھتے ہیں کہ جس نے ایک بے گناہ کو مار ڈالا اُس نے خونِ انسانی کی بے حرمتی اور توہین کی نیز اُس نے قتل کی رسم کا از سرِ نو آغاز کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اِس جرم کے ارتکاب کی ہمت دلائی۔"[2]

مالی تحفظ

سرمایہ دار و مزدور دونوں کے حقوق و فرائض میں سے ایک اور بنیادی حق ایک دوسرے کے مال کی حفاظت ہے۔ دینِ اسلام مال کے حق اور اس کی ملکیت کے احترام کا بھی حکم دیتا ہے۔ اور حفاظتِ مال کا تعلق بھی مقاصدِ شریعت کے ساتھ ہے۔ دینِ اسلام کے نزدیک انسان کا مال بھی اسی طرح مقدس و محترم ہے جس طرح انسانی جان کا احترام کیا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا "[3]

"اے ایمان والو! ناجائز طریقے سے آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھایا کرو البتہ یہ ہو کہ تمہاری آپس میں باہمی رضا مندی سے ایک دوسرے کے ساتھ تجارت ہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا نہ کیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمانے والا ہے ۔"

اِس آیتِ مقدسہ کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] المائدہ: 32

[2] پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، جلد 1، صفحہ 463

[3] النساء:29

"کسبِ حلال پر قرآن نے جتنا زور دیا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ایسے موقعوں پر قرآن کا اندازِ بیان بڑا اثر انگیز ہوا کرتا ہے یہ نہیں فرمایا کہ دوسروں کے مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ بلکہ فرمایا اپنے مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ۔اِس سے یہ حقیقت واضح کرنا مطلوب ہے کہ امت کے کسی فرد کا مال پرایا مال نہیں بلکہ اپنا ہی مال ہے۔اِس میں ناجائز تصرف کرنا دھوکہ فریب سے اِس کو ہڑپ کرنا اپنے آپ سے ہی دھوکہ کرنا ہے۔ہاں اگر تم آپس میں تجارت کرو اور تجارت میں کسی کی سادہ لوحی یا مجبوری سے ناروا فائدہ نہ اُٹھایا گیا ہو بلکہ فریقین نے راضی خوشی لین دین کیا ہو۔اور اِس طرح تمہیں نفع حاصل ہو تو یہ نفع حلال ہے۔"عَن تَرَاض" کے کلمات پر مزید غور فرمایئے۔اسلام جس صاف ستھری تجارت کی اجازت دیتا ہے اُس کے خدّوخال آپ پر واضح ہو جائیں گے۔"[4]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ"[5]

"ہر ایک مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے"

امام نووی رحمہ اللہ "المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج" میں اِس حدیث کی شرح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"هذا الحديث أصل عظيم في حرمة المسلم، وبيان تعظيم حقوقه الثلاثة: دمه، وماله، وعرضه، وأنها محترمة محترزة، لا تهدر بشبهة"[6]

(یہ حدیث مسلمان کی حرمت کے عظیم اصول میں سے ہے اور اُس کی تین چیزوں۔۔۔ جان، مال اور عزت کے احترام کو ظاہر کرتی ہے، جو قابلِ حفاظت اور ناقابلِ خلاف ورزی ہیں)

اخلاقی تحفظ

سرمایہ دار و مزدور دونوں کے حقوق و فرائض میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ اعلیٰ اخلاقی اقدار کے ساتھ پیش آئیں۔دونوں کی طرف سے ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ رہے۔دینِ اسلام صرف سرمایہ دار و مزدور میں ہی نہیں بلکہ پورے انسانی معاشرے میں اعلیٰ اخلاقی معیار کو قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور ہر انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ خلوص و محبت اور ہمدردی کے جذبات کے ساتھ پیش آنے کی رہنمائی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ کے نزدیک اور عامۃ الناس میں اُسی شخص کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا جو اخلاق کی

---

[4] پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، صفحہ 338

[5] ابن ماجہ، محمد بن یزید سنن ابن ماجہ، ریاض، دارالسلام، 1999، کتاب الفتن، حدیث: 3933

[6] امام نووی، شرف الدین، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، 120/16، حدیث: 2564

بلندیوں پر فائز ہو، اِس کے برعکس اُس شخص کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی جو کسی بھی حالت میں اخلاقی تعلیمات کو پسِ پُشت ڈال دیتا ہو۔

رسولِ کریم ﷺ نے بھی اپنے جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور امت مسلمہ کو اعلیٰ اخلاقی تعلیم و تربیت سے مزین فرمایا ۔چنانچہ حضرتِ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ملاحظہ فرمائیں۔

"عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ، وَيَدِهِ"[7]

"حضرتِ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے رسولِ کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے رسول یہ فرما دیجئے کہ کون سا اسلام افضل ہے؟ تو رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا کہ "جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ اِس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"قوله: «من سلم المسلمون من لسانه ويده» أي أنه أفضل المسلمين إسلاما، لأنه كف أذاه عن غيره، وذلك أكمل صفات المؤمن."[8]

(یعنی یہ شخص افضل المسلمین اس لئے ہے کہ اِس نے دوسروں کو اپنی ایذا سے محفوظ رکھا، اور یہ کامل مومن کی نشانی ہے)

دینِ اسلام کی بنیاد جن چیزوں پر رکھی گئی تھی اُن میں سے ایک اہم ترین چیز اخلاقیات ہے۔لہذا اخلاقیات کا دامن چھوڑ کر کوئی فرد مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں رہتا۔ جس فرد کا دوسرے فرد کے ساتھ جتنا تعلق ہو گا اسی قدر اس کے اخلاقیات کا اس سے سوال ہو گا لہذا سرمایہ دار و مزدور کا تعلق بھی ایسا تعلق ہوتا ہے کہ دونوں سے ایک دوسرے کے ساتھ اخلاقیات کے بارے میں باز پُرس ہو گی۔ اس لئے دونوں فریق اخلاقیات کے دائرے میں رہ کر ہی ایک دوسرے کے ساتھ گزر بسر کر سکتے ہیں۔ اگر دونوں میں سے کسی کی طرف سے بھی بد اخلاقی کا مظاہرہ ہو گا تو نقصان بھی اسی کا ہو گا لہذا اپنے آپ کو دنیا و آخرت کے ہر طرح کے نقصان سے بچانے کے لئے کوشش جاری و ساری رکھنی چاہئے۔

حسنِ سُلوک کا حق

سرمایہ دار و مزدور کے حقوق و فرائض میں سے ایک اور اہم اور بنیادی حق حُسنِ سلوک کا حق بھی ہے جو کہ دونوں پر ایک دوسرے کی طرف سے لازم ہوتا ہے۔ حسنِ سلوک کا تعلق صرف سرمایہ دار و مزدور کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ یہ انسانی معاشرے میں موجود ہر دو فریق کے لئے ضروری ہے، چاہے وہ فریق میاں بیوی کی صورت میں ہوں یا والدین اور

---

7 صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل؟ حدیث :10، مکتبہ شاملہ

8 ابنِ حجر عسقلانی، فتح الباری بشرحِ صحیح البخاری، دار المعرفت بیروت، 1/76، حدیث:11

اولاد، اساتذہ و شاگرد، پڑوسی اور رشتہ دار اور جاننے والے یا انجان ہوں سب پر واجب و لازم ہے کہ سب ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئیں۔ قرآن و احادیث میں ہمیں والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریبی اور دور کے ہمسایوں، مسافروں، لونڈی اور غلاموں کے ساتھ بہترین سُلوک اور بھلائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ" [9]

"اور ماں باپ سے اچھا سلوک کیا کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مُسافر اور غلام لونڈیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا کرو۔"

ایک روایت میں منقول ہے:

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ" [10]

(سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:"دعا ایک ایسی چیز ہے جو تقدیر کو ٹال سکتی ہے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا ہی عمر میں اضافہ کرنے کا باعث بنتا ہے)

امام ابن القیم رحمہ اللہ اس حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"الدعاء من أنفع الأدوية، وهو عدو البلاء، يدافعه ويعالجه، ويمنع نزوله، ويرفعه أو يخففه إذا نزل"

(یعنی دعا سب سے زیادہ اثر کرنے والی دوا ہے، یہ مصیبت سے دشمنی رکھنے والی ہے اور اُس سے ٹکرا لیتی ہے، اُس میں رکاوٹ ڈال دیتی ہے، اگر مصیبت آچکی ہو تو اس کم کر دیتی یا اُس کی ختم کر دیتی ہے)

اور عمر کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

---

[9] النساء:36

[10] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ریاض، دارالسلام، 1999، کتاب القدر، باب ماجاء لایرد القدر الا الدعاء، جلد4، صفحہ 55، حدیث:2146

"البر والصلة يترتب عليهما طول العمر حقيقةً، كما جاء في الأحاديث، وهو عمرٌ مبارك في ذاته"[11]

(یعنی نیکی کرنے اور صلہ رحمی کرنے سے حقیقتاً عمر میں اضافہ ہوتا ہے، اور یہ اضافہ حقیقی معنیٰ میں ہو سکتا ہے یا برکت کے معنیٰ میں بھی ہو سکتا ہے)

سرمایہ دار و مزدور کے یکساں و مشترکہ حقوق و فرائض کے ذکر کے بعد اب اُن حقوق کا ذکر کیا جارہا ہے جن کا تعلق صرف مزدور کے ساتھ ہے۔ اگرچہ مزدور طبقے کو اسلام نے بہت پذیرائی بخشی ہے اور رسولِ کریم ﷺ نے بذاتِ خود اور آپ کے اصحاب علیہم الرضوان نے مزدوروں کے حقوق کا خاص طور پر خیال رکھا لیکن مزدور طبقے کو چونکہ ہمارے معاشرے میں ایک کمزور طبقہ سمجھا جاتا ہے اس لئے اِس مضمون میں مزدور کے حقوق ذکر کیے گئے ہیں۔

تحفظ ِملازمت

مزدور اور ملازم کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اُسے اُس کی ملازمت کے حوالے سے مکمل تحفظ حاصل ہو۔ کوئی فردِ واحد ہو یا حکومت، ہمارا دینِ اسلام کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی مرضی سے بلاوجہ اپنے ملازم یا مزدور سے نوکری کا معاہدہ توڑ کر اسے نوکری سے فارغ کردے ،یا اپنے ذاتی اور مالی مفادات کے لئے فیکٹری یا کارخانہ بند کر کے مزدوروں کو بے روزگار کر دے، یا ان مزدوروں کو نوکری سے فراغت کے بارے میں ڈرا دھمکا کر ان سے ناجائز فوائد حاصل کرے۔ قرآنی تعلیمات، سیرت النبی ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگیوں میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جو مزدور کو اُس کی ملازمت کے بارے میں تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

"فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنّ"[12]

اِس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں امام ابنِ کثیر فرماتے ہیں:

ا"ِس آیتِ مقدسہ میں موجود " أُجُورَهُنّ " کے الفاظ مزدور کی اجرت کا قرآنی اصول بیان کرتے ہیں کہ جس نے بھی کسی کام کے لئے محنت کی یہ اُس کا حق ہے کہ اُسے اُس کی محنت کا بدلہ اور معاوضہ دیا جائے۔"[13]

اِس بارے میں رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو:

[11] امام ابن القیم الجوزیہ، الجواب الکافی لمن سئل عن الدواء الشافی، المعروف الداء والدواء، المعارف ایڈیشن، صفحہ 14، 13

[12] الطلاق:6

[13] تفسیر ابنِ کثیر، دار الفکر، جلد4، صفحہ 374

"أَعْطُوا الأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُه"[14]

(مزدور کو اُس کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو)

"یہ رسولِ کریم ﷺ کا انتہائی جامع اور واضح حکم ہے جو مزدور کے حق کی ضمانت دیتا ہے اور اُس حق کو بروقت ادا کرنے کو بھی لازم قرار دیتا ہے۔ یہ "تحفظِ ملازمت" کی اخلاقی اور عملی بنیاد فراہم کرتا ہے کہ مزدور کو اس کے حق سے محروم نہ کیا جائے اور اس کی اجرت میں کسی قسم کی تاخیر نہ کی جائے۔"[15]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت میں بھی ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ بھی مزدوروں کو ان کی ملازمت کے لئے کس قدر تحفظ فراہم کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرتِ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک بازار میں ایک بوڑھے یہودی کو دیکھا جو اپنے لئے لوگوں سے صدقہ مانگ رہا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ما أنصفناه، أخذنا منه الجزية في شبابه، وضيعناه في شيخوخته"[16]

(یعنی ہم لوگ اس کے ساتھ انصاف نہیں کر سکے، جوانی میں اِس سے جزیہ وصول کرتے رہے اور بڑھاپے کی حالت میں اس کو چھوڑ دیا)

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً اُس شخص کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر فرما دیا۔

یہ واقعہ مزدوروں، غیر مسلموں اور کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے روزگار کے تحفظ کے لئے بہترین مثال ہے جس کو مشعلِ راہ بنانے کی ضرورت ہے۔

تخصیصِ اُجرت

مزدور و ملازم کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اس کی بنیادی ضروریات و حاجات کا خیال رکھتے ہوئے اس کی ایک مناسب اور بقدرِ کفایت اُجرت طے کی جائے کیوں کہ ملازم و مزدور کی بنیادی ضروریات کا پورا کرنا آجر کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اس سلسلے میں دینِ اسلام نے اہم ترین حکم یہ دیا ہے کہ اجرت، مزدور کی بنیادی ضروریات و حاجات کو کفایت کرنے والی مقرر کی جائے۔

دینِ اسلام نے مزدور کے حقوق کا تعین بہت واضح کیا ہے۔ قرآنِ حکیم میں وعدوں اور معاہدوں کی پاسداری کا حکم دیا گیا ہے، نبیِ رحمت ﷺ نے اجرت کی فوری ادائیگی کا سختی سے حکم دیا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عملی

---

[14] سنن ابن ماجہ، کتاب الرھون باب اجر الاجراء، حدیث:2443

[15] علامہ البانی، صحیح الجامع، صحیح، حدیث:1493

[16] ابو عبید قاسم بن سلام، الاموال، صفحہ 605

نمونوں کی بہترین مثالیں قائم کی ہیں۔ قرآن، حدیث اور آثارِ صحابہ، یہ تینوں ذرائع اسلامی معاشرت میں مزدور کے تحفظ کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"[17]

(اے ایمان والو! پورا کرو اپنے عہدوں کو)

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس آیتِ مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس طرح وعدہ کیا گیا ہو اُسی کے مطابق اُس کو پورا کرنے کو وفاء اور ایفاء کہتے ہیں۔ عقود عقد کی جمع ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ گرہ لگانا ہے۔ اب اِس کا اطلاق اُس پختہ وعدہ پر ہوتا ہے جو دو شخصوں کے درمیان طے پائے۔ یہاں عقود سے مراد ہر قسم کے معاہدے ہیں خواہ وہ انسان اور اُس کے خالق کے درمیان ہوں یا انسان اور انسان کے درمیان ہوں۔ ان کا تعلق دینی احکام سے ہو یا دنیاوی معاملات سے، سب اِس میں درج ہیں اور سب کی پابندی کا ہمیں حکم دیا جارہا ہے۔ البتہ وہ وعدہ جس کے پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو، اُس کا پورا نہ کرنا ضروری ہے۔ حضورِ کریم ﷺ نے عہد شکنی کو منافقت کی علامت قرار دیا ہے۔"[18]

مزدور و ملازم سے کام شروع کروانے سے پہلے اُس کی اجرت باہمی رضامندی سے طے کر کے سے اُس کو بتا دینی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

"إِذَا اسْتَأْجَرْتَ أَجِيرًا فَأَعْلِمْهُ أَجْرَهُ" [19]

"جب کسی مزدور کو مزدوری کرنے کے لیے تم رکھو تو اُس کی اجرت اُس کو بتا دیا کرو"۔

امام شرف الدین نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"في هذا الحديث دليل على وجوب تعيين الأجرة في الإجارة، لأنّ الجهالة فيها تفضي إلى النزاع"[20]

(اس حدیث میں اجرت کو اجارہ کے وقت متعین کرنا واجب قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اجرت میں جہالت (معلوم نہ ہونا) بعد میں جھگڑے کا باعث ہوتا ہے)

---

[17] المائدہ:1

[18] پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، جلد1، صفحہ 435

[19] نسائی، امام عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی، سنن نسائی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2012، کتاب المزارعۃ، باب الثالث من الشروط فيه المزارعۃ والوثائق، حدیث:3888

[20] شرح النووی علیٰ صحیح مسلم، جلد10، صفحہ 229

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ مبارکہ سے اِس کی مثال یوں ملتی ہے کہ حضرتِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مزدور کی اجرت کے بارے میں بہت حسّاس تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب کسی کو مزدوری پر رکھتے تو اجرت پہلے طے کرتے اور کام مکمل ہوتے ہی فوراً اجرت ادا کر دیتے۔ اگر کسی کام پر اتفاق نہ ہوتا تو وہ مزدور کو معاف کر دیتے لیکن اجرت کی ادائیگی میں تاخیر سے کام نہ لیتے تھے۔[21]

تحفظِ اُجرت

ملازم اور مزدور کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اُس کی اُجرت کی مکمل حفاظت ہو۔ اُجرت ادا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مزدور کا حق ضائع نہ ہو، یہاں تک کہ اگر کوئی مزدور اپنے کام کی مزدوری چھوڑ کر چلا جائے تو اُس کے مال کو بحفاظت اپنے پاس رکھ لیا جائے یا کسی بھی طریقے سے اس مال کو بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ نیکی اور ہمدردی کی نیت کی وجہ سے یقیناً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِس عمل کی قدر و منزلت رکھی جائے گی جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے تین لوگوں کا قصہ ہم سے بیان فرمایا: "تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہوگئی، انہوں نے ایک پہاڑ کے دامن میں موجود ایک غار میں پناہ لے لی۔ پہاڑ کی چٹان اوپر سے ڈھلکی جس کی وجہ سے غار کا منہ بند ہو گیا تو وہ تینوں آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اپنی زندگی کا کوئی ایسا بہترین کام جو تم نے اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو اُس بہترین کام کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اس مشکل سے نجات کی دعا مانگو۔۔۔۔ تو اُن میں سے تیسرے آدمی نے یوں دعا مانگی: اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور کو ایک فرق جوار پر کام کروانے کے لیے رکھا تھا، جب میں اُس کو اُس کی مزدوری دینے لگا تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس جوار کو زمین میں کاشت کر دیا (جب کھیتی پک کر تیار ہوئی تو اس میں اتنا غلہ پیدا ہوا) کہ اس سے میں نے گائیں خریدیں اور ایک چرواہا رکھ لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر اس مزدور نے آکر اپنی مزدوری طلب کی کہ اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دو۔ میں نے کہا: وہ گائیں اور چرواہا لے جاؤ، اُس نے کہا: مجھ سے مذاق کرتے ہو؟ میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا واقعی یہ تمہارے ہیں۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے (اس چٹان کو ہٹا کر) راستہ بنا دے۔ چنانچہ وہ غار پورا کھل گیا اور تینوں آدمی غار سے باہر آگئے۔"[22]

تحفظِ اُجرت کے معاملے میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی مزدوروں کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے پر تمام غلاموں کے وظیفے مقرر کر دیئے اور ان وظیفوں کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ اور بھی

---

[21] مصنف ابنِ ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 112

[22] صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اذا اشتری شیئا لغیرہ بغیر اذنہ فرضی، حدیث: 2215

مختلف طریقوں سے غلاموں کی مالی مدد کیا کرتے تھے۔اہلِ عوالی کے مزدوری پیشہ غلاموں کی مردم شماری کروائی اور اُن کے روزانہ کے وظائف مقرر کر دیئے۔حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اس کو مزید ترقی دیتے ہوئے خوراک کے ساتھ کپڑے بھی مقرر فرمادیئے ،حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ہفتہ کے روز اہلِ عوالی کے پاس جاتے اور جو غلام اپنے کام کاج میں مصروف نظر آتے ان کے ٹیکس معاف کر دیا کرتے۔[23]

اُجرت کی بر وقت ادائیگی

ملازم اور مزدور کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اُس کی اجرت بغیر کسی تاخیر کے فوری طور پر ادا کر دی جائے۔اِس اجرت کی بر وقت ادائیگی واجب ولازم ہو گی۔

اس بارے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"أَعْطُوا الأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُه"[24]

"مزدور کے پسینہ کے خشک ہونے سے پہلے پہلے اُس کی مزدوری ادا کر دیا کرو۔"

قرآنِ حکیم میں سید ناموسیٰ علیہ السلام کا واقعہ درس دیتا ہے، جس میں آپ علیہ السلام نے سید نا شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا تھا۔پانی پلانے کے بعد آپ علیہ السلام ابھی وہیں پر موجود تھے کہ سید نا شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی آپ کے پاس آئی اور آکر کہنے لگی:

"قَالَتإِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا"[25]

"اس لڑکی نے کہا: میرے والد نے آپ کو بلا بھیجا ہے تاکہ آپ کو اُس کام کی مزدوری دے دیں جو آپ نے ہمارے لیے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔"

متذکرہ بالا آیتِ کریمہ میں "یدْعُوکَ" (یعنی میرے والدنے آپ کو بلا بھیجا ہے) کا لفظ بہت واضح اشارہ دے رہا ہے کہ مزدور کو مزدوری خود بلا کر دے دینی چاہیے تاکہ اُسے مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

حُسنِ معاملہ کا حق

محنت اور مزدوری کرنے والے ملازم اور مزدور ہمارے معاشرے کا ایک انتہائی اہم حصہ ہیں۔ان کے ساتھ تمام معاملات میں اخوت و بھائی چارہ کے ساتھ پیش آنا اخلاقی ذمہ داری میں شامل ہے۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ آپ علیہ السلام اپنے ملازموں کے ساتھ ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آیا کرتے تھے۔اس کی ایک مثال

---

[23] امام ابنِ سعد، الطبقات الکبریٰ، باب ذکر اہل العوالی

[24] سنن ابن ماجہ، کتاب الرھون باب اجر الاجراء، حدیث:2443

[25] القصص:25

یہ ہے کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے دس سال تک سفر و حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، لیکن جو کام میں نے کیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟اور جو کام میں نے نہ کیا اس کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کی تم نے یہ کام کیوں نہ کیا؟"[26]

رسولِ رحمت ﷺ کے صدق اور آپ کے امانت دار ہونے کا وصف ایسا تھا کہ اس وصف پر مکہ کے کافر بھی گواہی دیا کرتے تھے،اور آپ علیہ السلام کی اپنے ساتھی مزدوروں اور غلاموں سے حسنِ معاملہ کی داستان سن کر ہی تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بے حد متاثر ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہا حضور سیدِ دوعالم ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئی تھیں۔

غلاموں کے ساتھ حُسنِ معاملہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی بہترین اخلاقی تربیت کا نتیجہ تھا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں غلاموں اور کمزوروں کے ساتھ حسنِ سلوک کو انتہائی خصوصی اہمیت دیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جب کسی علاقے کا کوئی وفد ملاقات کے لئے حاضر ہوتا،تو آپ اُس علاقے کے گورنر کے بارے میں سوال کیا کرتے کہ وہ کیسا ہے ؟ غلاموں کی تیمارداری کرتا ہے کہ نہیں ؟ ضعیفوں اور کمزوروں کے ساتھ کیسا سلوک اور رویہ اختیار کرتا ہے ؟ ان غرباء کو اپنے دروازے پر بیٹھنے دیتا ہے کہ نہیں؟ اگر آپ کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کا جواب مثبت نہ ہوتا تو آپ ایسے گورنر کی اپنے عہدے سے معزولی کا حکم جاری کر دیا کرتے تھے۔[27]

تعلیم و تربیت کا حق

ملازم ومزدور صرف دوسرے انسانوں کی خدمت ہی کے لئے نہیں ہیں بلکہ اُن کی اپنی ایک شخصیت بھی ہے جس کو تعمیر کرنا بھی ضروری ہے۔یہ ایک ملازم ومزدور کا اخلاقی حق ہے کہ وہ اپنی شخصیت کی تعمیر وترقی کے لئے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ ملازم یامزدور اپنے مالک یا سرمایہ دار کے لیے ایک بہترین مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔رسولِ کریم ﷺ نے علم کا سیکھنا ہر مسلمان کے لئے لازم قرار دیا ہے اور یہ حکم کسی آزاد یا غلام کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عمومی حکم ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

---

[26] صحیح بخاری، جلد2صفحہ 243،حدیث:2786

[27] ابو جعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الامم والمملوک، دار المعارف، مصر،5/33

"عَنْ أَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم : ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أمَنَ بِنَبِيّه وَأمَنَ بِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَه أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَه أَجْرَانِ"[28]

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کو دو اجر عطا کیے جائیں گے، ایک وہ اہلِ کتاب جو اپنے نبی(علیہ السلام)پر بھی ایمان لایاہو اور حضرت محمد مصطفی ﷺ پر بھی ایمان لایاہو گا۔دوسرا وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی بجا لائے ہوں اور اپنے آقا کے حقوق کو بھی پورے طور پرادا کرتاہو۔تیسرا وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اُسے بہترین آداب سکھلائے اور اُسے بہترین تعلیم سکھائے، پھراُس کو آزاد کر کے اُس کے ساتھ عقدِ نکاح کر لے تو اُس کے لئے بھی دوہرا اجر ہے۔"

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتاہے کہ آپ اپنے غلام عکرمہ رحمہ اللہ کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیا کرتے تھے۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علم کا ایک بڑا حصہ عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل شدہ ہے۔

اہم ذمہ داریاں سونپنا

رسولِ کریم ﷺ نے بنی نوع انسان کے تمام طبقات اور معاشروں کی ایک دوسرے پر فضیلت و برتری کے سب دعووٴں کا قلع قمع کر دیا اور نسلِ انسانی کی برابری کا اعلان فرما کراس کے ساتھ ہی آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت کے دائمی اورعادلانہ اصول بھی مقرر فرمائے۔

ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اَکرَ مَکُم عِندَ اللهِ أَتقَاکُم فَلَيسَ لِعَرَبِّي عَلیٰ عَجَمِیّ فَضل وَلَا لِعَجَمِيّ عَلیٰ عَرَبِيّ وَلَا لِأَسوَدعَلیٰ اَبيَض وَلَا لِأَبيَض عَلیٰ أَسوَد فَضل اِلَّا بِالتَّقوٰی"[29]

"بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی وپرہیز گار ہے۔ کسی عربی کی عجمی پر اور کسی عجمی کی عربی پر کوئی برتری نہیں ہے، اور کسی کالے کی گورے پر اور کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے، سوائے تقویٰ وپرہیز گاری کے"۔

---

[28] نیشاپوری، مسلم بن حجاج، المُسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ، ریاض، دار السلام،1419ھ، کتاب الزھد، باب حدیث جابر الطویل وقصة أبي اليسر،4 / 2303،الرقم:3007

[29] طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب(امام)، المعجم الکبیر، دارالحرمین للطباعة والنشر والتوزیع، مکتبہ الزھراء، الموصل،12/18،1983

یہ دینِ اسلام ہی کا امتیاز ہے کہ اس دین نے صلاحیت والے اور محنت کش غلاموں کو آزادی کی دولت سے سرفراز کرکے انہیں معاشرے میں ایک عظیم مقام پر فائز کردیا۔ اسلامی معاشرہ کی بنیاد چونکہ مساوات اور برابری پر رکھی گئی تھی اس لئے تقویٰ اور صلاحیت کو بنیاد بناتے ہوئے غلاموں اور ملازموں کو بھی ادب اور احترام کے قابل ٹھہرایا گیا ۔نبی کریم ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جنگ موتہ کے موقع پر اسلامی لشکر کی قیادت عطا فرمائی اور ان کے بیٹے سید نا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو شام کی مہم کی قیادت سے نوازا، جب کہ اس وقت ان کی عمر صرف اٹھارہ برس تھی۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتِ مبارکہ سے یہی تعلیمات حاصل ہوتی ہیں کہ مزدوروں میں سے اگر کچھ ایسے مزدور ہوں جو کچھ خداداد صلاحیتوں کے مالک ہوں اور ان کو اہم کاموں کی ذمہ داریاں سونپی جائیں تو ان کی صلاحیتوں سے سرمایہ دار کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے کہ اس سے مزدوروں کی صلاحیتوں میں مزید اضافہ بھی ہوتا ہے اور ان کی اپنے کاموں میں دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے اور سرمایہ دار کے کاروبار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

اعانت کا حق

مزدور اور ملازم کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ مالک یا آجر کو چاہیے کہ ملازم اور مزدور کو اپنا بھائی سمجھے اور ہر معاملہ میں جس قدر ممکن ہو اس کے ساتھ مدد اور تعاون کرے۔ ملازموں یا مزدوروں کو اتنا کام ہی دیا جائے جتنا کہ وہ آسانی کے ساتھ کر سکیں اور اگر اُن کی سکت سے زیادہ کام دے دیا جائے تو پھر حتی الامکان اُن کی مدد کی جائے اور کسی بھی فرد پر ضرورت سے بوجھ نہ ڈالا جائے۔

دینِ اسلام کی تعلیمات مزدور پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے منع کرتی ہیں۔ اور جتنے کام کی اجرت طے کی ہو اتنا کام ہی لینا چاہئے۔ اگر کوئی مالک ملازم یا مزدور سے مقرر کردہ وقت سے زیادہ یا اس کی استطاعت سے بڑھ کام لے تو وہ اس کی مدد کرے یا اضافی کام کی اجرت بھی اضافی طور پر ادا کرے۔

قرآنِ حکیم کی مختلف آیات میں کسی جان پر اس کی طاقت وبساط سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنے کا ذکر بار بار کیا گیا ہے جیسا کہ جنابِ موسیٰ اور جنابِ شعیب علیہم السلام کے قصہ میں حضرتِ شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اجرت پر ملازم رکھتے ہوئے فرمایا تھا:

"وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ"[30]

"اور میں ہر گز آپ کو زیادہ مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا، اگر اللہ نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے نیکوکاروں میں سے پائیں گے۔"

---

[30] القصص:27

سیرتِ رسولِ کریم ﷺ میں بھی ہمارے لیے بہترین تعلیمات کے بیش بہا خزانے موجود ہیں: چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنے ماتحت کام کرنے والے خادموں اور غلاموں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ"[31]

"بے شک تمہارے خدمت گار تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے، لہٰذا جس کسی کے ماتحت اس کا کوئی بھائی (خدمت گار یا غلام) ہو تو وہ اُس کو بھی اپنے کھانے میں سے کھلایا کرے، اپنے کپڑوں میں سے اُس کو کپڑے پہنایا کرے اور اُس پر کسی ایسے کام کا بوجھ نہ ڈالے جو کام وہ نہ کر سکتا ہو اور اگر اُس کو کوئی ایسا کام کہہ دیا جائے جو اُس کے لیے مشکل ہو جائے تو اُس کام میں اس کی مدد بھی کیا کرے۔"

مزدوروں کے آرام و آسائش ک خیال رکھنا

مزدوروں اور ملازموں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن کے آرام و آسائش کا مکمل خیال رکھا جائے اور اُن سے اس قدر زیادہ کام نہ لیا جائے کہ وہ آرام بھی نہ کر سکیں اور اُن کی صحت بھی متاثر ہو جائے۔ کام کاج کے اوقات کو مخصوص کیا جائے اور مزدوروں کی آسائش کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اُن سے کام لیا جائے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم غلاموں کے آرام و سکون اور ان کی آسائش کا بے حد خیال رکھا کرتے تھے ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر اُن کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا منتظم آیا تو آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ غلاموں کو کھانا دے دیا ہے یا نہیں ؟ اس نے جواباً عرض کیا ! نہیں ابھی اُنہیں کھانا نہیں دیا گیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا!" جاؤ اور پہلے غلاموں کو کھانا کھلا دو" کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ تو بڑے گناہ کی بات ہے کہ کوئی آدمی غلاموں کی روزی کو روک کر رکھ لے۔"

حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جب رات کو عبادت کے لیے اٹھتے تو خود وضو کا پانی لے کر وضو کر لیا کرتے تھے ، لوگوں نے آپ سے کہا! کہ آپ کے خادم ہیں تو اگر آپ اپنے کسی خادم کو حکم دے دیا کریں تو وہ یہ کام کر دیا کرے، تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ نہیں رات اُن کے آرام کے لئے ہے تو رات کو اُن کو آرام کرنا چاہیے۔

کام کے اوقات کا تعین

[31] صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینھی من السباب واللعن، حدیث:6050

مزدور یاملازم کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن کے کام کاج کے اوقات متعین ہوں کہ اُنہوں نے فُلاں فُلاں دن اتنے گھنٹے کوئی کام کرنا ہے اور متعین کردہ اوقات کے بعد اُن کو چھٹی دے دی جائے تاکہ وہ اپنے دماغ اور جسم کو آرام پہنچا کر اگلے دن کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں اور ان کی صحت بھی سلامت رہے۔یہی طریقہ مالک اور مزدور دونوں کے حق میں بہتر ہے۔

اللہ رب العزت نے بھی قرآنِ حکیم میں اپنے بندوں کو کام کرنے کے اوقات ارشاد فرمادیئے تاکہ اُس کے بندے اِن مخصوص اوقات میں کام کاج کرکے اپنے لئے رزقِ حلال بھی کماسکیں اور آرام کے اوقات میں آرام کرکے اپنے دماغ اور جسم کو سکون واطمینان بھی مہیا کرسکیں جس سے اُن کی صحت بھی سلامت رہے۔چنانچہ ارشاد ہوتاہے:

"وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"[32]

"اور اُس (اللہ تعالیٰ) نے اپنی رحمت کے سبب تمہارے واسطے راتوں اور دنوں کو بنادیا تاکہ تم رات کے وقت آرام کرو اوردن کے وقت اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور تاکہ تم (اُس کا) شکر بجالاؤ۔"

اس آیت مقدسہ میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو اوقاتِ کار کی بہترین تعلیم ارشاد فرمائی اور بہت واضح الفاظ میں ارشاد فرمادیاہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سبب تمہارے لیے رات بھی بنائی اور دن بھی بنادیئے تاکہ تم رات کے وقت آرام وسکون کی دولت حاصل کرو، اپنے جسموں کو راحت پہنچاسکو اور دن بھر کی محنت و مشقت سے ہونے والی تھکن دور کرسکو اور دن میں روزی تلاش کرو جو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اورتم اپنی معاشی و کاروباری سرگرمیاں انجام دو اور تم پر یہ رحمت فرمانے کی حکمت یہ ہے کہ تم اس کی وجہ سے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا حق مانو،اس کی وحدانیّت کا اقرار کرو اور صرف اسی کی عبادت کر کے اس کی نعمتوں کا شکر بجا لاؤ۔[33]

اور حدیثِ مبارکہ کے مطابق ماتحتوں کو کام میں چھوٹ دینا قیامت کے دن باعثِ اجر ہو گا۔

جیساکہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے خدمت گار کے کام میں جتنی کمی کرو گے تمھارے اعمال نامہ میں اتنا ہی ثواب درج کیا جائے گا۔[34]

ایک حدیث میں ہے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[32] القصص:73

[33] الطبری،ابو جعفر محمد بن جریر، تفسیر الطبری جامع البیان عن تاویل آی القرآن،القاھرہ،2001،القصص، تحت الآیۃ:۷۳،۱۰ / ۹۸

[34] ابنِ حبان،امام ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی بستیی، صحیح ابنِ حبان،شبیر برادرز،اردو بازار لاہور،کتاب العتق،باب التحفیف عن الخادم،رقم 4293،ج4، ص255

"انسان کے جسم کا اُس پر حق ہے (کہ حد سے زیادہ محنت اور توانائی صرف نہ کرے) ، اُس کی بیوی (خاندان)کا اُس پر حق ہے ، اُس کی آنکھ کا اُس پر (نفسیاتی یا جمالیاتی حسن اور اطمینان کا) حق ہے اور اُس کے ملاقاتیوں (یعنی دوست احباب کا) کا بھی اُس پر حق ہے۔"

متذکرہ بالا حوالوں سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ دینِ اسلام تفریح و آرام کو مزدوروں کے بنیادی حقوق میں سے ایک حق سمجھتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے خادموں اور غلاموں پر کمال شفقت فرماتے ہوئے فرمایا:

"مَا خَفَّفْتَ عَنْ خَادِمِکَ مِنْ عَمَلِه كَانَ لَکَ أَجْرًا فِي مَوَازِيْنِکَ"[35]

"تم اپنے خادم یا ملازم کی ذمہ داریوں میں جتنی تخفیف کرو گے، اُس کے بدلہ میں اتنا ہی تمہارے نامہ اعمال کے پلڑے میں اُس کا اجر ہو گا۔"

غلطیوں سے درگزر

مزدور یا ملازم کا یہ بھی حق ہے کہ اگر اُن سے جانے یا انجانے میں کوئی غلطی یا نقصان سرزد ہو جائے تو اُن سے نرمی اختیار کرتے ہوئے درگزر والا معاملہ کیا جائے۔ کیونکہ ہر انسان سے بتقاضائے بشریت غلطی کا صدور ممکن ہے۔ انسان کے درجے پر فائز کوئی فرد یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ غلطی نہیں کر سکتا۔ گھریلو ملازم، خادم اور نوکر اور مزدور بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر کسی مزدور یا ملازم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ایسی صورت حال میں ملازم یا مزدور سے سرزد ہونے والی غلطی پر تحمل و بردباری سے کام لیتے ہوئے درگزر کرنا چاہیے۔

عفو و درگزریوں بھی ایک ایسا اخلاقی وصف ہے جو ہر بندہ مومن میں موجود ہونا چاہیے اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں اس کا اظہار ہونا چاہیئے۔ لیکن مزدوروں، خادموں اور ملازمین کے ساتھ یہ رویہ خصوصی طور پر پسندیدہ ہے۔ جو لوگ دوسروں کی غلطیوں پر غصہ کو پی جاتے ہیں اور درگزر سے کام لیتے ہیں اللہ رب العزت ایسے لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کے اقوال میں بھی عفو و درگزر کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے:

[35] صحیح ابن حبان، کتاب العتق، باب صحبۃ المالیک 4314

"جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَقَالَ: " كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً"[36]

"ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم دن میں کتنی بار خادم کو معاف کیا کریں، آپ ﷺ نے سن کر خاموشی اختیار فرمائی، اُس شخص نے اپنی بات کو دہرایا، آپ ﷺ پھر چپ رہے، اگلی بار جب اُس شخص نے اپنے سوال کو پھر دہرایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر دن میں ستر بار اُسے معاف کرو۔"

مزدوروں کی عذر خواہی کو قبول کرنا

مزدوروں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ مزدور جب سرمایہ دار یا اپنے مالک کے سامنے اپنا کوئی عذر پیش کریں تو خیر خواہی کے جذبہ کے تحت اُن کے عذر کو قبول کیا جائے۔ اور اُن کے ساتھ نرمی وشفقت والا برتاؤ کیا جائے۔

ایک دفعہ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ شام کے سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں آپ نے کچھ آدمیوں کو تپتی دھوپ میں کھڑا دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ کسی عذر کی وجہ سے اِنہوں نے جزیہ ادا نہیں کیا، اس لیے سزا کے طور پر اِن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے عاملوں کی سختی سے سرزنش کی اور اس طرح کے ظالمانہ رویے سے اجتناب کرنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"دعوهم لا تكلفوهم ما لا يطيقون فاني سمعت رسول الله الا الله يقول : لا تعذبوا الناس فيالدنيا يعذبهم الله يوم القيامة وامر بهم فخلى سبيلهم"[37]

"اِن کو چھوڑ دو اور اِن کی طاقت و قوت سے زیادہ اِن پر بوجھ نہ ڈالو۔ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

لوگوں کے اوپر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا کرو، اس لئے کہ جو لوگ دُنیا میں انسانوں کو مشکل میں ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ایسے لوگوں کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ پھر آپ نے حکم دیا اور اُن لوگوں کو سزا سے نجات دلوادی۔"

مظلوم مزدوروں اور ملازموں کی فریاد رسی

---

[36] سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاءَفِي الْعَفْوِ عَنِ الْخَادِمِ، حدیث: 1949

[37] امام ابوعبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، صفحہ 45

مزدور و ملازم کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اگر اُن پر کوئی ظلم وزیادتی وغیرہ ہو جائے اور وہ اِس حالت میں اپنے مالک یا سرمایہ دار کے سامنے فریاد کریں تو اِس حالت میں اُن کی فریاد رسی کی جائے اور جس قدر ممکن ہو اُس قدر اُن کی مدد کی جائے اور اُنہیں اِس ظلم وزیادتی سے نجات دلائی جائے۔

لہذا سرمایہ دار و مالک کو چاہیے کہ وہ مظلوم مزدوروں کی فریاد رسی کرے اور ان کے ساتھ ہونے والے ظلم وزیادتی کے عالم میں حتی المقدور اُن کی مدد کی جائے تا کہ اُن کو اِس ظلم وزیادتی سے نجات دلائی جاسکے۔

قابلیت کے مطابق ذمہ داری کی تفویض

ملازم و مزدور کا یہ بھی حق ہے کہ اُس سے وہی کام لیا جائے جس کام میں اُسے مہارت حاصل ہو۔ اگر کسی غیر ماہر کو کوئی کام سونپ دیا جائے تو اِس طرح اُس کام کے خراب ہونے کا اور سرمایہ دار کے مالی نقصان ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ تو اس لیے جب بھی کسی مزدور کو کوئی کام دیا جائے تو اُس کی مہارت کے عین مطابق کام دیا جائے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی سیرت میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ جب حضور سیدِ دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد کی تعمیر، منبر بنانے اور دیگر بہت سے کاموں میں ماہر اور پیشہ ور افراد سے مدد لی۔

سیدنا طلق بن علی یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسجدِ نبوی کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہاتھ بٹایا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"قَرِّبِ اليَماميَّ مِن الطينِ؛ فإنَّه أحسَنُكُم له مَسًّا، وأشَدُّكُم مَنكِبًا"[38]

"یمامی کو گارے کے نزدیک کردو کیونکہ یہ تم میں سب لوگوں سے اچھا گارا بنانے والا ہے"۔

ابنُ الحبان رحمہ اللہ سے منقول روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا میں بھی ان لوگوں کی مانند پتھر اٹھا کر لاؤں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" نہیں ! تم گارا بنانے کا کام کرو کیونکہ تم گارا بنانے میں ماہر ہو۔"[39]

بہترین کام پر حوصلہ افزائی کرنا

ملازم و مزدور کا یہ بھی حق ہے کہ اگر اُن میں سے کوئی بہترین اور عمدہ کام سرانجام دے تو اُن کی اِس طرح کے کاموں پر حوصلہ افزائی بھی کی جائے۔ کیونکہ کسی بھی مزدور یا ملازم کی حوصلہ افزائی کی جائے تو اِس عمل سے اُس کا دل بھی خوش ہوتا ہے اور اُس میں اپنے کام کو مزید بہتر کرنے کا جذبہ و جوش بھی پیدا ہوتا ہے۔ اِس طرح کرنے سے دیگر ملازمین کے اندر بھی بہترین انداز میں کام سرانجام دینے کے لیے دلچسپی پیدا ہوتی ہے جو کہ یقیناً مالک کے لیے بھی فائدہ مند ہوتا

[38] الہیثمی، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع(1994)،2/9

[39] صحیح ابن حبان، حدیث:1122

ہے۔ جب کہ اِس کے ساتھ ساتھ مزدوروں اور ملازموں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کرنے کا رویہ اپنانا بھی مالکوں اور سرمایہ داروں کے لیے بہتری کا باعث بن سکتا ہے۔ حوصلہ افزائی کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں کہ مزدوروں کو ان کی مقرر کردہ اجرت سے اضافی رقم دے دی جائے یا کوئی بھی دوسری صورت مثلاً کپڑے وغیرہ یا اُن کی ضرورت و حاجت کے مطابق اُن کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعاون کر دیا جائے۔

مزدوروں سے سخت کام نہ لینا

مزدوروں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن سے اُن کی جان سے زیادہ سخت کام نہ لیا جائے اور ایک وقت میں ایک ہی کام لیا جائے ایسا نہ ہو کہ اُن سے ایک وقت میں ایک سے زیادہ کام لیا جائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان غلاموں سے کبھی سخت کام نہیں لیتے تھے ایک بار ایک شخص حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا دیکھا کہ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں ، اُس نے کہا کہ غلام کہاں ہے؟ بولے ہم نے اُس کو ایک کام کے لئے بھیجا ہے، اس لئے یہ پسند نہیں کیا کہ اُس سے دو دو کام لیں۔

اِسی حسنِ سلوک کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غلام اور خادم اُن پر اپنی جان بھی نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے تھے، اور اُن کے تمام احکامات کو بخوشی بجالایا کرتے تھے۔ حضرتِ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا افلح نامی ایک غلام تھا، اُنہوں نے اُس کو مکاتب بنا کر آزاد کردیا تو تمام لوگوں نے اُس کو مبارک باد دی ،لیکن بعد میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کتابت کو فسخ کر کے اُس کو پیغام بھیجا کہ تمھیں دوبارہ غلامی کو قبول کرنا ہو گا، افلح کے عزیز و اقارب نے اُس سے کہا کہ تم پھر غلامی میں رہنا پسند کرو گے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزاد کر دیا تھا، لیکن افلح نے جواب دیا ! کہ میں اُن کے کسی حکم کو ٹال نہیں سکتا ،چنانچہ خود اُس نے معاہدہ کو ختم کر دیا۔اِس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے افلح کو آزاد کر دیا اور فرمایا! کہ جو مال تمہیں دیا تھا وہ مال بھی تم ہی رکھ لو۔

خوراک و لباس کی فراہمی

مزدوروں کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ مزدوروں کو اُن کی طے شدہ اجرت کے ساتھ ساتھ اُن کو خوراک بھی مہیا کی جائے اور اُن کے لیے لباس کا بھی اہتمام کیا جائے۔ کیونکہ روٹی، کپڑا اور مکان ہر ایک فرد کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں اِن ضروریات کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے اس لیے سرمایہ دار کے فرائض میں ہے کہ وہ اپنے مزدوروں کی خوراک اور لباس کا اہتمام کرتا رہے۔

زندگی کی وہ گھڑی بہت عجیب ہوتی ہے جب کوئی آپ کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلائے اور بغیر مراد پائے لوٹ جائے۔لوگوں کی جائز ضروریات کو پورا کرنا بہت بڑی نیکی اور عبادت ہے۔اس کی فضیلت جاننے کے لیے پیغمبرِ اسلام ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی کافی ہے:

"اگر میں اپنے بھائی کی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اُس کے ساتھ چلوں اور اُس کی ضرورت کو پورا کردوں تو یہ مجھے اِس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ اپنی اِس مسجد میں ایک ماہ کا اعتکاف کروں۔"[40]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"لحا الله قوما يرغبون عن ارقائهم ان يا كلوا معهم"[41]

اللہ تعالیٰ بُرا کرے اُن لوگوں کا جو اپنے غلاموں (خدمت گاروں) کے ساتھ کھانا کھانے سے احتراز کرتے ہیں۔

روایات میں منقول ہے کہ حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دو لباس خریدے جن میں سے ایک کی قیمت تین درہم اور دوسرے کی بارہ درہم تھی۔آپ نے سستا لباس خود زیب تن فرما لیا اور مہنگا لباس اپنے خادم کو پہننے کے لیے دے دیا۔خادم نے آپ سے عرض کیا: آپ کے لئے یہ لباس زیادہ بہتر ہے کیونکہ آپ منبر پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور لوگوں سے خطاب فرماتے ہیں۔اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم جو ان ہو اور تمہاری جوانی ابھی باقی ہے۔مجھے لباس کے حوالے سے تم پر برتری چاہتے ہوئے اللہ تعالی سے حیا آتی ہے کیونکہ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو یہ کلمات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو لباس خود پہنو وہی اپنے غلاموں اور خادموں کو بھی پہناؤ اور جو کھانا خود کھاؤ وہی انہیں بھی کھانے کے لیے دو۔"

مزدوروں کے ساتھ مساویانہ برتاؤ

ملازمین اور مزدوروں کا یہ بھی حق ہے کہ سرمایہ دار کی طرف سے ان کے ساتھ ہمیشہ مساویانہ برتاؤ کیا جائے۔کسی قسم کا امتیازی رویہ وسلوک اختیار کرنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔قرآنِ حکیم اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"[42]

(بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ جو زیادہ پرہیز گار ہے)

تفسیر ابنِ کثیر کے مطابق یہ آیتِ مقدسہ انسانی برابری کی بنیاد بیان کرتی ہے، جو رنگ، نسل، طبقہ یا پیشے پر نہیں بلکہ تقویٰ پر ہے۔

---

[40] المعجم الکبیر للطبرانی، 12/453

[41] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2015، صفحہ: 176

[42] الحجرات: 13

رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت بنایا ہے، تو جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ، اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو، اگر ڈالو تو اُن کی مدد کرو۔"[43]

یہ حدیثِ مبارکہ مزدوروں (خادموں) کو نہ صرف بھائی قرار دیتی ہے بلکہ اُن کے ساتھ مساوی سلوک کی بھی ہدایت دیتی ہے۔ لباس، خوراک اور مشقت میں برابری کا حکم واضح مساوات پر مبنی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلاموں کے ساتھ بالکل مساویانہ برتاؤ کرتے تھے اور جو خود پہنتے تھے وہی ان کو بھی پہناتے تھے ، حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ اُن کے غلام نے ایسا ہی لباس پہن رکھا تھا جیسا آپ نے زیبِ تن کیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کا اور آپ کے غلام کا لباس ایک جیسا کیوں ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا کہ تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں۔۔۔ تو مَیں نے اُسے بھی وہی لباس پہنا دیا جو میں خود پہنتا ہوں۔[44]

علاج وامداد کی سہولت

مزدور وملازم کے حقوق میں ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن کی طے شدہ اُجرت کے علاوہ بھی اُن کے ساتھ مالی تعاون اور اُن کو علاج ومعالجہ کی سہولت میسر کی جائے کیونکہ ملازم یا مزدور کا خوشحال ہونا اور اُن کا صحت مند ہونا سرمایہ دار کے لیے بھی فائدہ مند اور بہتری کا باعث ہوتا ہے۔

اس کے برعکس اگر مزدور یا ملازم خوشحال نہ ہوں گے یا اپنی صحت کے بارے میں پریشان ہوں گے تو اس سے سرمایہ دار کو مالی طور پر یا افرادی قوت کے لحاظ سے نقصان ہونے کا قوی اندیشہ ہو سکتا ہے۔

رسولِ رحمت ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہم سب کے لیے مشعلِ راہ ہے، آپ کی حیاتِ طیبہ میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے ماتحت کام کرنے والوں اور خدمت گاروں کا کس قدر خود بھی خیال رکھا اور اپنے صحابہ کو بھی اپنے خادموں کا خیال رکھنے کی تلقین کرتے رہے۔ جیسا کہ جنابِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[43] صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث:30

[44] صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث:166

"الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[45]

"مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرتا ہے، نہ اُسے (ظالموں کے) سپرد کرتا ہے۔جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔جو کسی مسلمان سے اُس کی ایک تکلیف دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کرتا ہے۔جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس (کے عیبوں) کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

اصحابِ رسول ﷺ کی مزدوروں کے ساتھ مالی و معاشی امداد کی بہت سی مثالیں سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملتی ہیں جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ کو ایک زمین جاگیر کے طور پر دے دی اور اُن کے ساتھ اِس کا تحریری معاہدہ بھی کر دیا جس پر لوگوں کو گواہ بھی بنایا گیا جن میں سید نا عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔[46]

مزدوروں کی ترقی وخوشحالی کا خیال رکھنا

مزدوروں اور ملازموں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن کی ترقی اور خوشحالی کا خیال رکھا جائے۔دینِ اسلام ایسا ضابطہ حیات پیش کرتا ہے جو نہ صرف عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے بلکہ انسانی محنت، عزتِ نفس اور سماجی و معاشی ترقی کو بھی بڑی اہمیت دیتا ہے۔مزدوروں کی ترقی وخوشحالی کے بارے میں اسلام کی تعلیمات انتہائی جامع، عملی اور انسان دوست ہیں۔اسلام نے محنت و مشقت کو محض ذریعہ معاش نہیں بنایا بلکہ اس کو عبادت کا درجہ بھی دیا ہے۔رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"ما أكل أحد طعامًا قطُّ خيرًا من أن يأكل من عمل يده"[47]

(کسی نے ایسا کھانا کبھی نہیں کھایا جو اُس کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر ہو)

اس حدیثِ مبارکہ میں یہ تعلیم ارشاد فرمائی گئی ہے کہ اسلام میں خود کمائی ہوئی روزی کو سب سے پاکیزہ ذریعہ قرار دیا گیا ہے جو کسی فرد کی عزتِ نفس اور اُس کی ترقی کی بہترین بنیاد ہے۔

ظلم کے خلاف احتجاج کا حق

---

45 صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم ولایسلمہ، حدیث:2442

46 جامع ترمذی، باب احیاء الموات

47 صحیح بخاری، حدیث:2072

ملازم اور مزدور کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی وجہ سے خاموشی اختیار کرنے کی بجائے ظالم کے خلاف بھرپور کوشش اور جد و جہد کرے حتیٰ کہ ظلم کرنے والا اپنے ظلم سے باز آجائے۔ اسلامی معاشرہ انسان پر ظلم اور انسان کی تذلیل کو بالکل بھی برداشت نہیں کرتا۔

دینِ اسلام نے ایک آدمی کو جو بنیادی حقوق عطا فرمائے ہیں اُن میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آدمی ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَايُحِبُّ اللہُ الجَھرَ بِالسُّوٓءِ مِنَ القَولِ اِلَّا مَن ظُلِمَ ؕ وَ کَانَ اللہُ سَمِیعًا عَلِیمًا"[48]

" اللہ تعالیٰ بُری بات کے اعلان کو پسند نہیں فرماتا البتہ مظلوم کو اِس بات کی اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔"

اِس آیت کی تفسیر میں تفسیر ضیاء القرآن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"وہ شخص جس پر واقعی ظلم ہوا ہو، اُس کی حق تلفی کی گئی ہو، اُسے رخصت ہے کہ وہ ظالم کے ظلم کا برملا اظہار کرے اور اپنی مظلومیت کی داستان بے دھڑک سنائے۔"[49]

تعلیماتِ اسلام میں مزدور کے ساتھ ظلم، بد سلوکی، کم اجرت یا زیادتی کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ پیغمبرِ اعظم ﷺ کا فرمانِ عالی ہے:

"ظلم کو میں نے اپنے اوپر حرام کر دیا ہے، اور تم پر بھی حرام کیا ہے۔"[50]

اِس حدیثِ مبارکہ کے مطابق مزدور کا استحصال، اجرت میں کمی یا کام کے بدلے انصاف نہ کرنا اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی قرار دیا گیا ہے۔

ملازمت کی تبدیلی کا حق

مزدور اور ملازم کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اُسے کسی بھی وقت اپنی ملازمت کی تبدیلی کی اجازت دی جائے اور اُسے ملازمت چھوڑنے سے روکا نہ جائے۔

یہ ساری کی ساری زمین اور اِس زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ رب العزت کی ملکیت میں ہے۔ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی اِس وسیع و عریض دنیا میں جہاں کہیں چاہے اپنے رزق کی تلاش میں وہاں ہجرت کر سکتا ہے۔ اِس طرح کسی کو اپنے رزق کی تلاش کے لئے جانے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ انسان اللہ کی زمین میں جہاں چاہے عارضی یا مستقل طور پر اپنا رزق حاصل کرنے کے لئے جا سکتا ہے۔

---

[48] النساء:148

[49] پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، جلد 1، صفحہ 410

[50] صحیح مسلم، حدیث:2577

رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "یہ پوری دنیا اور تمام ممالک اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں۔انسان کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اس لئے تمہیں اپنے لیے جہاں بہتری نظر آئے وہاں چلے جاؤ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام تمہیں تلقین کرتا ہے کہ تم اللہ کی زمین میں اپنے رزق کی تلاش کرنے کے لیے پھیل جاؤ۔"[51]

کام کرنے کیلئے بہتر ماحول فراہم کرنا

مزدور کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے جس جگہ مزدور یا ملازمین کام کرتے ہوں ،کام کے دوران ان کو ایسا محفوظ ماحول مہیا کیا جائے جو اُن کے کام اور محنت کے حساب سے بھی بہترین ہو اوراُن کی صحت بھی سلامت رہے، مثلاً جان بچانے والے آلات کا نصب ہونا، آکسیجن کے لئے ہوادار کمروں کا ہونا، روشنی کا مناسب اہتمام ہونا۔اِن تمام چیزوں کے میسر ہونے سے مزدور کی صحت بھی سلامت رہے گی اور سرمایہ دار کے لئے بھی بہتری کا باعث ہو گا۔

نتائج

اسلام نے مزدور کو محض اجیر نہیں، بلکہ ایک باعزت فرد کی حیثیت دی ہے۔قرآن وسنت مزدور کے ساتھ حسنِ سلوک، عدل، اور احسان کا حکم دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف مزدوروں کو اجرت بروقت ادا کرنے کی تاکید فرمائی، بلکہ خود بھی محنت کشوں کے ساتھ حسنِ سلوک فرمایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل مزدوروں کے لیے ریاستی سرپرستی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق اجرت، آرام، سوشل سیکیورٹی، کام کے اوقات، اور عزتِ نفس جیسے تمام حقوق دینِ اسلام کے تحت لازمی تصور کیے گئے ہیں۔

آج کے لیبر سسٹم میں مزدور کا استحصال، کم از کم اجرت کی خلاف ورزی، اور اوقاتِ کار کی زیادتی عام ہو چکی ہے۔یہ صورتِ حال اسلامی تعلیمات سے صریح انحراف ہے۔

مزدوری کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے، اور مزدور کو اس کی نیت اور حلال روزی کی بنیاد پر اجروثواب کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

سفارشات

مزدوروں کے حقوق سے متعلق آیات واحادیث کو بنیاد بنا کر قانونی اصلاحات کی جائیں، تاکہ اِن اصولوں کو ریاستی سطح پر نافذ کیا جا سکے۔

---

[51] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، 1/133

جیسے نبی کریم ﷺ نے پسینہ خشک ہونے سے پہلے اجرت کی ادائیگی کا حکم دیا، اسی طرح جدید قوانین میں بھی بروقت اجرت کی ضمانت دی جائے۔

حکومت اور پرائیویٹ ادارے مزدوروں کے لیے طبی سہولتیں، تربیت، وظیفہ، اور پنشن سسٹم متعارف کروائیں۔

نوجوان نسل کو مزدور کے مقام اور عزت کا شعور دینا انتہائی ضروری ہے تاکہ معاشرے میں طبقاتی تفریق ختم ہو۔

علماء و خطباء کو مزدور کے حقوق پر احادیث اور سیرت کی روشنی میں گفتگو کرنے کی ترغیب دی جائے۔

اسلامی ریاست کی سطح پر "ورکرز عدالت" یا "محنت کش محتسب" کا قیام عمل میں لایا جائے

جو مزدوروں کے مسائل کو فوری انصاف فراہم کر سکے۔

مساجد، اداروں اور فیکٹریوں میں مزدوروں کی فلاح و بہبود کے پروگرام باقاعدگی سے منعقد کیے جائیں تاکہ مزدور نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی اور روحانی طور پر بھی مطمئن ہو سکے۔

مزدوروں کے استحصال کے خلاف میڈیا، سوشل پلیٹ فارمز، اور سول سوسائٹی کا کردار فعال کیا جائے تاکہ عوام میں آگاہی بڑھے اور ادارے جوابدہ بنیں۔